PIDE پالیسی نکتہ نظر

PIDE کے وائس چانسلر اور ان کا سٹاف PIDE پالیسی نظریات کا احتیاط سے انتخاب کرتا ہے، تاکہ ادارے کی ریسرچ سے حاصل ہونے والے اہم پالیسی نتائج کو منظر عام پر لایا جاسکے۔

شمارہ نمبر 4 — اپریل 2007

مردم شماری (2008) کے معیار میں بہتری

تعارف

مردم شماری (Population Census) قومی سطح سے لے کر صوبے، تحصیل اور گاؤں کی سطح تک آبادی کے بارے میں مکمل معلومات مہیا کرتا ہے، جس میں آبادی کی خصوصیات، لوگوں کی عمر، جنس اور سماجی اور اقتصادی پہلوؤں کی عکاسی ہوتی ہے۔ یہ معلومات تاریخی رجحانات کا مطالعہ کرنے اور ترقیاتی منصوبوں کی تیاری، خصوصاً مقامی حکومتوں کے نئے نظام کے تحت ترقیاتی پروگراموں کی منصوبہ بندی کے لئے بہت اہمیت رکھتی ہیں۔ اگلی مردم شماری 2008 میں ہونے والی ہے۔ مردم شماری کے اعداد و شمار جمع کرنے کا عمل بہت طویل اور مہنگا ہوتا ہے ان اعداد و شمار کی ترتیب و تدوین میں غلطیاں اور خامیاں بھی ہو سکتی ہیں، جن کا پالیسی سازی پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ معلومات جمع کرنے کے دوران غلطیاں ہونا بھی ایک عام بات ہے، جن کی روک تھام ضروری ہے۔

1998 کی مردم شماری سے حاصل ہونے والے سبق

1998 کی مردم شماری کے تجربہ سے سبق حاصل کرنا ضروری ہے؛ تاکہ آئندہ اعداد و شمار جمع کرنے کے کام میں بہتری لائی جا سکے اور اسے ملک کی منصوبہ بندی اور ترقی کی ضروریات سے ہم آہنگ کیا جا سکے۔ پی آئی ڈی ای (PIDE) نے مردم شماری کی تنظیم (PCO) اور (UNFPA) کے اشتراک سے 1998 کی مردم شماری کا تفصیلی تجزیہ کیا۔ اس مقصد کے لئے پی آئی ڈی ای اور دوسرے متعلقہ اداروں کے ماہرین اور ڈیموگرافرز کی ایک ٹیم منتخب کی گئی۔ 1998 کی مردم شماری کے اعداد و شمار کے تجزیے کی بنیاد پر اس ٹیم نے اٹھارہ رپورٹیں مرتب کی ہیں، جنہیں پی آئی ڈی ای نے ایک کتابی شکل میں شائع کیا ہے[1]۔ اس کتاب میں جن موضوعات کا احاطہ کیا گیا ہے، ان میں آبادی کا حجم، اس میں اضافہ کی شرح، عمر، جنس، شرح پیدائش و اموات، شہروں کا پھیلاؤ، نقل مکانی، رہائشی سہولیات، ماحول اور صنفی امور شامل ہیں۔ اس جائزے سے جو بڑے بڑے نتائج اخذ کئے گئے، وہ یہ ہیں:

- 1998 کی مردم شماری کا معیار اس لحاظ سے پہلے کی مردم شماریوں سے بہتر ہے کہ اس میں بہت بڑے علاقے کا احاطہ کیا گیا یعنی بہت کم ایسے علاقے ہیں جہاں مردم شماری نہ ہو سکی ہو۔ اس کے اعداد و شمار زیادہ قابل اعتماد ہیں۔ اس احتیاط کے باوجود تقریباً دو فیصد آبادی کو 1998 کی مردم شماری میں شامل نہیں کیا جا سکا۔
- عمر اور جنس کے بارے میں جو اعداد و شمار مرتب کیے گئے ہیں، اس میں عمر کے بارے میں معلومات میں کچھ خامیاں پائی جاتی ہیں، خصوصاً بچوں، خواتین، اور دیہی علاقوں کے زیادہ عمر کے لوگوں کی عمر کے بارے میں۔
- شہری علاقوں کی آبادی خصوصاً بڑے شہروں کی آبادی اور نقل مکانی کے حجم کے بارے میں معلومات میں عدم مطابقت پائی جاتی ہے اور ان کا تخمینہ خاصی حد تک اصل سے کم لگایا گیا ہے۔
- معاشی لحاظ سے سرگرم آبادی کے بارے میں جو معلومات 1998 کی مردم شماری میں دی گئی ہیں، ان میں معاشی سرگرمی میں کمی کا رجحان دکھایا گیا ہے۔ اس رجحان کی اعداد و شمار کے دوسرے ذرائع مثلاً لیبر فورس سروے سے مطابقت نظر نہیں آتی۔
- شرح پیدائش، اموات، ازدواجی حیثیت اور رہائشی مکانات کے بارے میں مہیا کی گئی معلومات کا دائرہ کار محدود ہے۔
- خواندگی اور تعلیم کے بارے میں اعداد و شمار اس لحاظ سے ناکافی ہیں کہ ان سے اسکول میں داخل ہونے والے اور نہ داخل ہونے والے بچوں کا صحیح تجزیہ ممکن نہیں ہے۔ خواندگی کی شرح کے بارے میں جاننے کیلئے لوگوں کی عمر اور خواندہ ہونے کی معلومات اکٹھا کی جاتی ہیں۔ ان میں بھی خامیاں موجود ہیں
- اگلی مردم شماری کے لئے ضروری ہے کہ افراد کی صحیح عمر معلوم کر کے لکھی جائے، بچوں کی پیدائش اور اموات، افرادی قوت، نقل مکانی، شہروں کے پھیلاؤ اور خواندگی کے بارے میں صحیح معلومات جمع کرنے کیلئے سوالنامے کو بہتر بنایا جائے۔ اسی طرح اعداد و شمار جمع کرنے اور مرتب کرنے کے طریقہ کار میں بہتری لانا بھی ضروری ہے تاکہ جو اعداد و شمار جمع ہوں، وہ قابل اعتماد ہوں۔

[1] A. R. Kemal, M. Irfan, and Naushin Mahmood (eds.) (2003) *Population of Pakistan: An Analysis of 1998 Population and Housing Census.* Islamabad: Pakistan Institute of Development Economics, Islamabad.

مردم شماری: بہتری کے لئے تجاویز

یہ ایک خوش آئند بات ہے کہ پی سی او نے مردم شماری کے طریقہ کار میں بہتری لانے کے لئے صلاح مشورے کا عمل شروع کیا ہے،اور اس مقصد کے لئے اسلام آباد میں ورکشاپ کا اہتمام بھی کیا ہے۔اس ورکشاپ میں دوسروں کے علاوہ پی آئی ڈی ای کے اُن ڈیموگرافرز نے بھی شرکت کی، جو 1998 کی مردم شماری کے تجزیئے کے کام میں شریک رہ چکے ہیں۔اس ورکشاپ نے انھیں موقع فراہم کیا کہ وہ اپنی سفارشات کو مرتب کرسکیں تا کہ اگلی مردم شماری میں بہتری لائی جا سکے۔ انھوں نے داخلی اجلاس بھی منعقد کئے اور تجاویز مرتب کرنے کے لئے بحث ومباحثہ کا اہتمام کیا۔تجاویز ذیل میں درج ہیں۔

1۔مقامی حکومتیں اور مردم شماری

تقسیم اختیارات کا عمل 2001 میں شروع کیا گیا تھا۔اس کے ذریعے صوبے سے نچلی سطح (ضلع،تحصیل اور یونین کونسل) تک حکومت کے ڈھانچے میں بڑے پیمانے پر تبدیلی کی گئی ہے۔مردم شماری کے عمل کو مقامی حکومتوں کی ضرورت سے ہم آہنگ کرنے کے لئے اگلی مردم شماری میں یونین کونسل کی سطح تک معلومات بہم پہنچانے کیلئے سوالنامہ میں ایک نیا کالم شامل کیا جا ئے۔چونکہ خدمات کی فراہمی کے لئے نئے سسٹم میں تحصیل ایک اہم میونسپل یونٹ ہے،مردم شماری کی تمام معلومات تحصیل کی سطح تک مرتب کی جائیں،جس میں شہری اور دیہی علاقوں کی تفصیل درج ہو۔اس طرح مردم شماری کا عمل مقامی حکومتوں کی ضروریات پوری کرسکتا ہے۔

2۔ مردم شماری کے بعداعداد وشمار کا تجزیہ (Post Census Evaluation)

مردم شماری کے بعد اعداد وشمار کا تجزیہ اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ اس سے مردم شماری میں دی گئی معلومات کے قابل اعتماد ہونے کا پتہ چلتا ہے۔1998 میں یہ انتہائی ضروری کام نہیں کیا گیا تھا،جس کی وجہ سے اس وقت کی مردم شماری پر اعتراضات کئے گئے۔یہ اعتراضات اس لحاظ سے اور بھی سنگین ہوجاتے ہیں،جب آبادی حقیقی اور قانونی بنیاد (Defacto and Dejure) پر شمار کی جائے۔آبادی کے اعداد وشمار میں ان دونوں قسم کی آبادی میں فرق واضح کیا جانا چاہئے اور یہ بھی بتانا چاہئے کہ ان کے بارے میں کس طرح رپورٹنگ کی گئی اور ان کی ایڈجسٹمنٹ کس طرح کی گئی۔اعداد وشمار کے قابل اعتماد ہونے کے لئے ان کا تجزیہ ضروری ہوجاتا ہے۔پی سی او کو چاہئے کہ وہ اگلی مردم شماری کے اعداد وشمار کی جانچ پڑتال کا نظام وضع کرے۔ اس مقصد کے لئے علاقوں کا انتخاب (sampling) ایک قابل اعتماد اور مربوط طریقہ کار سے ہونا چاہئے۔اگر اس کام میں تیسرے فریق کو شریک کیا جائے تو اس سے اعداد وشمار کی ساکھ میں اضافہ ہوگا۔اعداد وشمار کی صداقت معلوم کرنے کا ایک اور پیمانہ یہ ہے کہ یہ آبادی کے اُن حقائق سے ہم آہنگ ہونے چاہئیں، جو دوسرے جائزوں سے حاصل کئے گئے ہوں۔

3۔نمونے کا سروے (Sample Survey)

مردم شماری کا ایک اہم حصہ سیمپل (sample) سروے پر مشتمل ہوتا ہے،جس کے تحت طویل سوالنامے میں آبادی کا 10-8 فیصد حصہ منتخب کیا جاتا ہے۔اس سروے کے ذریعے نہ صرف ضلع بلکہ تحصیل کی سطح تک اعداد وشمار کا تعین کیا جاتا ہے اور دیہی اور شہری آبادی کا فرق بھی دکھایا جاتا ہے [2]۔ چونکہ ہر ضلع اپنے طور پر بھی آبادی کی نمائندگی کرتا ہے،اس لئے ایک مرحلے پر مشتمل نمونہ بندی (one stage stratification) ہم آہنگ اور مربوط ہوسکتی ہے،بشرطیکہ اس میں آبادی کے مختلف طبقوں خصوصاً شہری آبادی کے مختلف طبقوں کو مناسب نمائندگی دی گئی ہو۔تاہم دیکھنا یہ ہوگا کہ 10-8 فیصد نمونے کی مردم شماری پر کس طرح عمل ہوتا ہے۔کسی منتخب شہری بلاک یا گاؤں کی سو فیصد مردم شماری،جیسا کہ پچھلی مردم شماریوں میں کیا گیا،سیمپل سروے کی روح کے منافی ہے،کیونکہ سیمپل سروے اس طرح تیار کئے جاتے ہیں کہ ان میں زیادہ سے زیادہ طبقات کی نمائندگی ہوتی ہے اور غلطی کی کم سے کم گنجائش برداشت کی جاتی ہے۔مکمل مردم شماری میں یہ فرض کرلیا جاتا ہے کہ بڑے بڑے بلاک یا گاؤں کی مکمل مردم شماری سے مختلف گاؤں اور بلاک میں امتیازات (between the block variance) کا بھی خیال رکھا جائے گا۔ممکن ہے یہ قومی سطح پر درست ہو، لیکن مردم شماری کے نتائج کو ضلع یا اس سے نچلی سطح پر نمائندہ (representative) بنانے کا مقصد پورا نہیں ہوسکتا۔اس سلسلے میں تجویز یہ ہے کہ بلاک /گاؤں کی تعداد سیمپل سروے میں بڑھائی جائے اور ہر بلاک میں 30-20 گھرانوں کا انتخاب کیا جائے، بالفاظ دیگر ایک بلاک کے تمام گھرانوں کو شامل نہ کیا جائے۔ ہر ضلع کا سیمپل سائز اس ضلع کی آبادی کے تناسب سے تیار کیا جانا چاہئے [3]۔

4۔عمر کے بارے میں رپورٹنگ اور صنفی اعداد وشمار

عمر کے بارے میں معلومات کا حصول تمام مردم شماریوں میں ایک مسئلہ کے طور پر موجود رہا ہے۔ یہ مسئلہ 1998 کی مردم شماری میں 4-0اور 9-5 سال کی عمر کے بچوں میں خصوصی طور پر دیکھنے میں آیا۔اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ لوگ اپنی یا اپنے خاندان کے لوگوں کی عمروں کو صحیح طور پر یاد نہیں رکھتے اور اکثر ایسی عمر بتاتے ہیں،جس کا آخری ہندسہ 5 یا 0 ہوتا ہے۔نوجوان لڑکیوں کی عمر بتانے میں بھی ہچکچاہٹ سے کام لیا جاتا ہے،جس کی وجہ ثقافتی رویّہ ہے۔اہم واقعات کی رجسٹریشن کا سسٹم ابھی نیا اور ادھورا ہے،جس کی وجہ سے عمر کے بارے میں رپورٹنگ کے مسئلے میں کوئی کمی نہیں آئی۔اگر خواتین کو شمار کنندہ کے طور پر بھرتی کیا جائے اور انھیں مناسب تربیت دی جائے تو اس مسئلے پر قابو پایا جاسکتا ہے۔

5۔پیدا ہونے والے بچے (Children Ever Born)

1998 کی مردم شماری میں یہ سوالات شامل تھے کہ کُل پیدا ہونے والے بچوں (CEB) کی تعداد کیا ہے اور مردم شماری سے بارہ مہینے پہلے کتنے بچے پیدا ہوئے اور مردم شماری کے وقت ان میں سے کتنے بچے زندہ تھے۔جائزہ سے پتہ چلا کہ 1998 کی مردم شماری کی بنیاد پر CEB کے بارے میں جو اعداد وشمار شائع کیے گئے،اس میں خامیاں ہیں،اور مردم شماری سے ایک سال پہلے کے دوران پیدا ہونے والے بچوں کے بارے میں جو معلومات جمع کی گئیں،ان سے قومی سطح پر شرح پیدائش کے بارے میں ہمارے علم میں کوئی خاطر خواہ اضافہ نہیں ہوا۔شیر خوار بچوں کی شرح اموات کے بارے میں 50-30 فیصد تک کم رپورٹنگ کی گئی۔مردم شماری کی اہمیت خاص طور پر یہ ہوتی ہے کہ یہ نچلی سطح پر (ضلع،تحصیل کی سطح پر) تخمینے فراہم کرتا ہے۔اس لحاظ سے دیکھا جائے تو 1998 کی مردم شماری میں یا تو نا قابل قبول حد تک نمونہ بندی (sampling) کی غلطیاں موجود ہیں یا سرے سے کوئی معلومات ہی نہیں دی گئیں۔

---

[2] سیمپل سائز،مردم شماری کے ڈیٹا کو تحصیل سطح تک نمائندہ بنانے کیلئے کافی ثابت ہوسکتا ہے۔

[3] کم آبادی والے ضلعوں کیلئے پہلے سے طے شدہ کم سے کم بلاک منتخب کئے جاسکتے ہیں تاکہ ڈیٹا ضلع کی سطح تک عکاسی کرتا ہو۔

بدقسمتی سے نچلی سطح پر یعنی ضلع اور تحصیل کی سطح پر پیدائش کے بارے میں رپورٹنگ کے مکمل ہونے کا اندازہ لگانا اس لئے مشکل ہے کہ کوئی اور خاص متبادل ذریعہ موجود نہیں، جسے موازنہ کے لئے بنیاد بنایا جا سکے۔ مردم شماری کے بارے میں حالیہ پی سی او ورکشاپ کے شرکاء نے بچوں کی پیدائش کے بارے میں رپورٹنگ پر گہری تشویش ظاہر کی۔ یہ تجویز بھی پیش کی گئی کہ پیدائش سے متعلق تمام سوالات کو مردم شماری کے فارم سے نکال دیا جائے۔ یہ تشویش بجا ہے۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہمیں بچوں کی پیدائش کے بارے میں معلومات کی ضرورت ہے۔ جواب یقیناً 'ہاں' میں ہے، خصوصاً اس لئے کہ ایک تو تقسیم اختیارات کا عمل جاری ہے؛ دوسرے صحت کے بارے میں میلینیم ترقیاتی اہداف MDG کا حصول ضروری ہے۔ لہٰذا ان سوالات کو فارم ہی سے خارج کرنے کی بجائے، ضرورت اس بات کی ہے کہ پیدائش کے بارے میں رپورٹنگ کی کوالٹی بہتر بنائی جائے، تاکہ شرح پیدائش اور اموات کے بارے میں قابل اعتماد تخمینے حاصل کئے جا سکیں؛ خصوصاً ضلع اور تحصیل کی سطح پر، تاکہ مقامی حکومتیں ان اعداد و شمار کو اعتماد سے استعمال کر سکیں۔ یہ بھی تجویز کیا جاتا ہے کہ آبادی کے کئی اور پہلوؤں کے بارے میں معلومات جمع کی جائیں۔ اس کے لئے مردم شماری کے فارم میں دو نئے کالم شامل کئے جائیں، تاکہ ماؤں کی زچگی کے دوران شرح اموات کا تخمینہ لگایا جا سکے۔ خاتون شمار کنندگان کی خدمات سے فائدہ اٹھا کر اور انھیں بہتر تربیت دے کر اور مردم شماری کے سوالات پر نظر ثانی کر کے رپورٹنگ کی کوالٹی میں بہتری لائی جا سکتی ہے۔

6۔ شہری۔دیہی آبادی کی تقسیم

اگرچہ تقسیم اختیارات پلان نے شہری اور دیہی تقسیم ختم کر دی ہے، لیکن زمینی حقائق مختلف ہیں۔ پی آئی ڈی ای کی سفارش ہے کہ 2008 کی مردم شماری شہری اور دیہی درجہ کی بنیاد پر ہونی چاہئے۔ ''شہری'' علاقے کی انتظامی تعریف (administrative definition) جو 1998 میں استعمال کی گئی تھی 2008 کی مردم شماری میں بھی جاری رہنی چاہئے۔ مگر اس تعریف میں بہتری کیلئے آبادی کا معیار (size-specific criteria) بھی شامل کیا جائے۔ ان علاقوں کو شہری قرار دیا جا سکتا ہے:

1۔ لوکل آرڈیننس 2001 کے وقت موجود تمام میٹروپولیٹن کارپوریشنیں، میونسپل کمیٹیاں، ٹاؤن کمیٹیاں اور کنٹونمنٹ[4]۔
2۔ بڑے شہروں سے ملحقہ علاقے بھی ''شہری'' علاقے قرار دیئے جا سکتے ہیں۔ اس کے لئے تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن کے اشتراک سے حدود کا نئے سرے سے تعین کیا جائے۔
3۔ ایسے تمام دیہی علاقے، جن کی آبادی 10,000 یا اس سے زیادہ ہو، انھیں شہری قرار دیا جائے کیونکہ ان علاقوں کی خصوصیات شہری علاقوں جیسی ہوتی ہیں۔

یہ بھی تجویز کیا جاتا ہے کہ شہری علاقوں میں آبادی کی گنجائش (density) کا اندازہ لگانے کے لئے شہری بلاکوں کی پیمائش کی جائے اور اس کے مطابق رپورٹنگ کی جائے۔

7۔ نقل مکانی

مردم شماری کی اصطلاح کے مطابق پاکستان میں اندرون ملک نقل مکانی کا مطلب ہے اضلاع کے درمیان (inter-district) نقل و حرکت۔ ایک ضلع کے اندر (intra-district) نقل مکانی، جو نقل مکانی کی ایک اہم شکل ہے، مردم شماری میں شامل نہیں کی جاتی۔ ضلع کے اندر آبادی کی نقل و حرکت کے بارے میں معلومات اس لئے بہت اہم ہیں کہ مقامی حکومتوں کے نظام کے تحت ضلع اور تحصیل کی سطح کی حکومتیں ان کی بنیاد پر پالیسیاں بنا سکتی ہیں۔ 2008 کی مردم شماری میں ایک ضلع کے اندر نقل مکانی کو بھی ریکارڈ کیا جانا چاہئے۔

1998 کی مردم شماری غالباً پہلی مردم شماری ہے، جس میں دیہات سے شہروں اور شہروں سے دیہات کی طرف آبادی کی منتقلی کے بارے میں معلومات مہیا نہیں کی گئیں۔ مردم شماری کے فارم میں سکونت کی سابق جگہ کے کالم میں دیہی / شہری تقسیم کا ذیلی کالم شامل کیا جانا چاہئے۔

نقل مکانی کے بارے میں معلومات مردم شماری کے طویل سوالنامہ کے ذریعے جمع کی جاتی ہیں، جس میں 10-8 فیصد آبادی کے نمونے (sample) کو بنیاد بنایا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں تجویز پیش کی جاتی ہے کہ مختصر سوالنامہ میں نقل مکانی کے کالم بھی شامل کئے جائیں، تاکہ پوری آبادی کا احاطہ کر کے معلومات جمع کی جا سکیں۔

1981 کی مردم شماری میں یہ معلومات بھی شامل تھیں کہ بیرون ملک جانے والے لوگ کس کس ملک کو جاتے ہیں۔ 1998 کی مردم شماری میں یہ معلومات شامل نہیں تھیں۔ تجویز کیا جاتا ہے کہ 2008 کی مردم شماری میں بیرون ملک نقل مکانی کی معلومات بھی شامل کی جائیں۔

8۔ خواندگی اور تعلیم

مردم شماری میں خواندگی اور تعلیم کے بارے میں بھی مخصوص سوالات کے ذریعے معلومات حاصل کی جاتی ہیں، جن سے پتہ چلتا ہے کہ کیا گھرانے میں ہر شخص پڑھا لکھا ہے یا نہیں اور پڑھے لکھے فرد کی زیادہ سے زیادہ تعلیم کی سطح کیا ہے۔ اگرچہ تعلیم کے بارے میں اعداد و شمار کی دستیابی، کوالٹی اور کوریج میں وقت کے ساتھ بہتری آئی ہے، لیکن اب بھی عمر اور اسکول میں داخلے کے بارے میں معلومات میں خامیاں موجود ہیں۔

اسکول میں داخلے کے حوالے سے مردم شماری سے مرتب کیے ہوئے اعداد و شمار میں ایک بڑی مشکل یہ ہے کہ اس سے یہ نہیں پتہ چلتا کہ بچے کس کلاس میں داخل ہیں۔ اس طرح یہ اندازہ لگانا مشکل ہو جاتا ہے کہ داخلے کی کلاسوں کی سطح پر مجموعی اور حقیقی شرح کیا ہے۔ اس کی بجائے طلباء کی تعداد، ان کی عمر اور مکمل کی ہوئی کلاس کے بارے میں معلومات دی جاتی ہیں۔ اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کسی خاص سطح پر داخل ہونے والے طلباء کی تعداد کیا ہے۔ تجویز یہ ہے کہ اعداد و شمار کی کوالٹی بہتر بنانے اور منصوبہ بندی اور ترقیاتی مقاصد کے لئے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کے لئے ضروری ہے کہ طلباء نے جو زیادہ سے زیادہ گریڈ مکمل کئے ہوں، ان کے بارے میں معلومات کے علاوہ ان کی موجودہ سطح (class) کے بارے میں بھی معلومات جمع کی جائیں۔

9۔ اقتصادی سرگرمی

لیبر فورس سروے LFS اور مردم شماری کے اعداد و شمار کا آپس میں موازنہ نہیں کیا جا سکتا، خصوصاً اس لحاظ سے کہ ان دونوں کے لئے الگ الگ اپروچ اور تصورات اپنائے جاتے ہیں۔ اس سے پی سی او اور شماریات کے فیڈرل بیورو کے درمیان رابطے کی کمی کا بھی اظہار ہوتا ہے۔ 1998 کی مردم شماری سے بیروزگاری کی جو شرح معلوم ہوئی تھی، وہ 1981 کے مقابلے میں کہیں زیادہ تھی۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ فیملی کے ایسے معاون (unpaid family helpers)، جنھیں کوئی تنخواہ نہیں ملتی، انھیں بے روزگار لکھ دیا گیا۔ مردم شماری میں ریکارڈ کی جانے والی معاشی سرگرمی، LFS میں استعمال ہونے والی تعریف سے ہم آہنگ ہونی چاہئے۔ اس کے علاوہ یہ سماجی اور اقتصادی معیار زندگی کے سروے PSLM سے بھی ہم آہنگ ہونی

4 یہ فرض کیا گیا ہے کہ تقسیم اختیارات پلان کے بعد کسی اور علاقے کو شہری قرار نہیں دیا گیا۔

چاہئے، جس کے ذریعے 2004-2005 کے عرصے میں ضلع کی سطح پر روزگار کے بارے میں معلومات تیار کی گئی ہیں۔ پی سی او اور ایف بی ایس کو مل کر کام کرنا چاہئے تاکہ معاشی سرگرمی کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے حوالے سے مردم شماری، ایل ایف ایس (LFS) اور پی ایس ایل ایم (PSLM) میں ہم آہنگی پیدا ہو۔ ان تمام ذرائع میں معاشی سرگرمی ریکارڈ کرنے کے لئے بالغ آبادی کی تعریف بھی ایک جیسی ہونی چاہئے۔

10۔ گھرانوں (مکانات) کا شمار (Housing Census)

1981 کی مردم شماری میں مکانات کے بارے میں سوالات کو الگ کر دیا گیا تھا۔ مکان شماری کا کام پہلی مرتبہ دسمبر 1980 میں ہاؤس لسٹنگ کے ساتھ شروع کیا گیا تھا۔ اس سے ملک میں مکانات کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل ہوئیں۔ 1998 کی مردم شماری میں مکانات کے بارے میں معلومات مختلف انداز میں جمع کی گئیں۔ یہ کام مردم شماری کے حصے کے طور پر کیا گیا۔ تجویز یہ ہے کہ مکان شماری کا کام ہاؤس لسٹنگ کے وقت کیا جائے۔

1998 کی مردم شماری میں بہت سے بنیادی امور کا احاطہ کیا گیا، لیکن بعض اہم سوالات چھوڑ بھی دیئے گئے۔ مثلاً گندے پانی کی نکاسی اور کوڑے کی منتقلی / تلفی جیسے سوالات، حالانکہ ماحول پر اثر انداز ہونے کے حوالے سے یہ دونوں سوالات بہت اہم ہیں۔ اسی طرح اب چونکہ دیہی اور شہری علاقوں میں پائپ کے ذریعے قدرتی گیس کی فراہمی میں بہتری آئی ہے، اس لئے مکانوں کو گرم رکھنے، گرم پانی کی دستیابی اور مکانوں میں پائپ کے ذریعے قدرتی گیس کی سپلائی جیسے سوالات کا اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

مکانات کے بارے میں سوالنامے کے کئی حصوں پر تفصیلی نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ اس میں ٹی وی دیکھنے یا ریڈیو سننے کی بجائے موبائل فون کی دستیابی کے بارے میں سوالات شامل کئے جا سکتے ہیں۔

مردم شماری میں ایسے مکانات کے بارے میں معلومات دستیاب نہیں، جہاں لوگ ایک ہی جگہ رہتے ہیں مثلاً ہوسٹل۔ پاکستان ایک ترقی پذیر ملک ہے اور تیزی سے ترقی کر رہا ہے، اس لئے مستقبل کی رہائشی ضروریات کے حوالے سے اجتماعی رہائش گاہوں کے بارے میں معلومات بہت اہمیت رکھتی ہیں۔ اگلی مردم شماری میں ان رہائش گاہوں کے بارے میں سوالات شامل کئے جانے چاہئیں۔

11۔ مردم شماری کے سوالناموں کی بہتری

مردم شماری کے سوالنامے معیاری اعداد و شمار جمع کرنے کا بنیادی ذریعہ ہوتے ہیں۔ 1998 کی مردم شماری کے لئے جو فارم استعمال کئے گئے تھے، ان پر نظر ثانی کی ضرورت ہے تاکہ ان میں جو خامیاں پائی گئیں، انھیں دور کیا جا سکے؛ اور وقت کے ساتھ ساتھ جو سماجی اور اقتصادی تبدیلیاں آ چکی ہیں، انھیں سوالناموں میں شامل کیا جا سکے۔ یہ تجویز پیش کی جاتی ہے کہ پی سی او مردم شماری کے سوالناموں پر نظر ثانی کے لئے ایک کمیٹی قائم کرے، جس میں ڈیموگرافرز اور دوسرے سماجی سائنسدان شامل ہوں، جو پی سی او (PCO)، پی آئی ڈی ای (PIDE)، این آئی پی ایس (NIPS)، پاپولیشن کونسل (Population Council) اور ایف بی ایس (FBS) میں کام کر رہے ہیں۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ پی ایس ایل ایم (PSLM) سروے کے لئے ایف بی ایس (FBS) نے اسی طرح کی کمیٹی قائم کی تھی، جس نے ایک مختصر مگر اچھا سوالنامہ تیار کرنے میں مدد دی تھی۔ مردم شماری کے سوالنامے کے مسودے کی تشہیر کی جانی چاہئے، جس سے اس کی اصلاح کے لئے مفید تجاویز مل سکتی ہیں۔

12۔ فیلڈ سٹاف کی بھرتی اور تربیت

مردم شماری کے فارم پُر کرنے کے لئے فیلڈ سٹاف کی بھرتی اور تربیت بہت اہمیت رکھتی ہے۔ مردم شماری کی کامیابی کا انحصار تربیت یافتہ کارکنوں پر ہوتا ہے۔

مردم شماری کے لئے خواتین سے معلومات حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ خاتون شمار کنندگان بھرتی کی جائیں۔

ماضی میں شمار کنندگان کو فیلڈ میں اُن کے کام کے مطابق معاوضہ نہیں دیا جاتا تھا، جس کی وجہ سے وہ شوق سے کام نہیں کرتے تھے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان کی تنخواہوں اور الاؤنسوں میں اضافہ کیا جائے۔

نگرانی کے موثر انتظامات کرنا بھی ضروری ہے، تاکہ مردم شماری کی کوالٹی بہتر ہو۔ تجویز کیا جاتا ہے کہ پرائمری اور مڈل اسکولوں کے ہیڈ ماسٹرز، کالج کے لیکچرارز اور دوسرے سرکاری محکموں کے ملازمین کو سپروائزر کے طور پر رکھا جائے۔ فیلڈ سٹاف خصوصاً سپروائزری سٹاف کی تربیت کے لئے مختلف شعبوں کے ماہرین کی خدمات حاصل کی جا سکتی ہیں، جن میں ڈیموگرافرز، معیشت دان، شماریات کے ماہرین اور دوسرے متعلقہ شعبوں کے ماہرین شامل ہیں۔

تربیت کے اختتام پر شمار کنندگان کا ٹیسٹ لیا جا سکتا ہے، تاکہ یہ معلوم کیا جا سکے کہ وہ کس حد تک انٹرویو لینے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اس طرح کے ٹیسٹ کی جانچ پڑتال شمار کنندگان کی موجودگی میں ہونی چاہئے تاکہ انھیں اپنی خامیوں اور خوبیوں کا علم ہو سکے۔

ہر شمار کنندہ اور اس کے سپروائزر کو بیگ مہیا کیا جانا چاہئے، جس میں وہ سٹیشنری اور دوسرا ضروری سامان رکھ سکے۔ اس سے مردم شماری کے سوالنامے محفوظ رہیں گے۔ فیلڈ سٹاف کو اپنی ڈیوٹی کے لئے ٹرانسپورٹ کی سہولت بھی دی جانی چاہئے۔

مختصر یہ کہ PIDE کے اس پالیسی نکتہ نظر کے ذریعے اس مشاورتی عمل میں مدد کی کوشش کی گئی ہے، جو پی سی او نے شروع کیا ہے، اس عمل کا تعلق مردم شماری کے طریقہ کار کو درست اور مستند بنانے سے متعلق ہے۔ اگلی مردم شماری کی کوالٹی بہتر بنانے کے لئے صحیح سمت میں بروقت اقدامات کرنا بہت ضروری ہیں۔

یہ پالیسی نظریہ نوشین محمود، غلام یٰسین سومرو، جی ایم عارف، ایم فرامرز خان کیانی اور خالد حمید شیخ کا تیار کردہ ہے۔

تحقیقی حوالہ جات اور مزید مواد PIDE کی ویب سائٹ (Website) پر موجود ہے۔
www.pide.org.pk
ای میل: publications@pide.org.pk
ڈاک کا پتہ: پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف ڈیویلپمنٹ اکنامکس،
قائداعظم یونیورسٹی کیمپس، اسلام آباد 45320، پاکستان
ٹیلی فون: +92-51-9209419